سنن غسل

غسل اور وضو میں پانی کی مقدار کیا ہے:

سوال: مقدار پانی برائے غسل و وضو کیا ہے؟

الجواب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے سوا صاع تک غسل فرماتے تھے اور ایک مد سے وضو فرماتے تھے۔ یعنی ادنیٰ مقدار کفایت کی یہ ہے اور شامی نے حلیہ سے نقل کیا ہے کہ اس میں کچھ تحدید شرعی نہیں ہے، جس قدر پانی سے وضو اور غسل ہو سکے، درست ہے، لیکن اسراف نہ ہو۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۱۵۹، ۱۶۰)

(۱) (ثم يفيض الماء) على كل بدنه ثلاثاً مستوعباً من الماء المعهود في الشرع للوضوء والغسل وهو ثمانية أرطال، وقيل: المقصود عدم الإسراف، وفي الجواهر: لا إسراف في الماء الجاري، لأنه غير مضيع. (درمختار) (قوله وقيل: المقصود الخ) الأصوب حذف قيل لما في الحلية أنه نقل غير واحد إجماع المسلمين على أن ما يجزىء في الوضوء والغسل غير مقدر بمقدار، وما في ظاهر الرواية من أن أدنى ما يكفي في الغسل صاع، وفي الوضوء مد، للحديث المتفق عليه "كان النبي صلى الله عليه وسلم يتوضأ بالمد ويغتسل بالصاع إلى خمسة أمداد"، (مشكوٰة، باب الغسل: ص ۴۸، انیس) ليس بتقدير لازم، بل هو بيان أدنى القدر المسنون. قال في البحر: حتى أن من أسبغ بدون ذلك أجزأه، وإن لم يكفه زاد عليه لأن طباع الناس وأحوالهم مختلفة، كذا في البدائع. (ردالمحتار، مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل: ۱/۱۴۷)

صاع دو قسم کا ہوتا ہے، ایک حجازی، دوسرا کوفی بغدادی، صاع حجازی ۵۔۱/۳، رطل کا ہوتا ہے اور صاع کوفی ۴/مد یعنی ۸/رطل کا، ایک مدا۔۱/۳ رطل کا، اور رطل بغدادی آدھ سیر، آدھ پاؤ یعنی ۱۳۰/درہم کا ہوتا ہے، اور درہم ۵/آنہ سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے۔ انیس

غسل کے فائدے:

اللہ تعالیٰ نے پانی کو حیات بخش قرار دیا ہے اور انسان وحیوان ہر قسم کے جاندار کی تخلیق میں اسے بنیادی عنصر بنانے کے ساتھ ساتھ اس کی حیات کے لیے بھی ضروری قرار دیا ہے۔ خاص طور پر انسان جس کے اعضاء بدن کو تمام مخلوقات کے اعضا میں بہتر و برتر بنایا ہے۔ پانی سے اسے دھونے اور صاف رکھنے میں اس کی تازگی و توانائی کو رکھا ہے۔ غسل کرنے سے نہ صرف یہ کہ اعضا سے میل کچیل صاف ہوتا ہے اور اعضا چمکیلے اور خوش منظر ہو جاتے ہیں بلکہ ان میں چستی و پھرتی آتی ہے اور دن رات کی اڑنے والی خاک، دھول و گرد و غبار، دھوئیں و گیس اور خراب و بدبودار ہوائیں نہ صرف یہ کہ بدن میں اندرونی بیماریاں پیدا کرتی ہیں، بلکہ بدن سے چپک کر بہت سے جلد و چمڑے کی ظاہری بیماریاں بھی پیدا کرتی ہیں اور غسل کرنے سے انسان ان بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے، غسل کے طبی فوائد پر نگاہ ڈالنے سے شریعت اسلامی کی ان تعلیمات کی اہمیت واضح ہوتی ہے جن میں غسل کو بعض مواقع میں سنت اور بعض میں مستحب قرار دیا گیا ہے اور یہ مستحب مواقع پچاس کے قریب ہیں۔

غسل عبادت ہے:

شریعت کی تعلیمات سے یہ واضح ہے کہ غسل یا تو فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب ہے اور ہر حال میں غسل سے طہارت حاصل ہوتی ہے اور یہ عبادت ہے، بلکہ یہ طہارت جو غسل و وضو وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے آدھا ایمان ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "الطهور شطر الإيمان". (طہارت کے احکام ومسائل، صفحہ: ۲۴۸، ۲۴۹، مؤلفہ انیس الرحمٰن قاسمی)

غسل کا طریقہ:

سوال: مولانا صاحب! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہمارے مذہب میں غسل کرنے کا طریقۂ کار کیا ہے؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے ہر مسلمان عورت کو واقف ہونا ضروری ہے، لیکن افسوس کہ بہت کم مسلمان ایسے ہیں جو اس کی اہمیت اور صحیح طریقے سے واقف ہیں، اس لیے چاہتی ہوں کہ آپ اپنے کالم میں اس مسئلے پر روشنی ڈالیں، جواب دیتے وقت ان باتوں کی بھی وضاحت کردیں کہ کیا غسل کرتے وقت پہلے وضو کرنا ضروری ہے؟ دوم یہ کہ غسل کرتے وقت زیر ناف کپڑا باندھنا بھی ضروری ہے؟ اور سوم یہ کہ غسل کرتے وقت کون سی دعائیں پڑھتے ہیں؟ کیا پانچوں کلمے پڑھنا ضروری ہیں یا صرف درود شریف پڑھ کر مقصد پورا ہوجاتا ہے؟ اور غسل لینے کا صحیح طریقہ اسلام میں کیا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ دھوئے اور استنجا کرے(۱) پھر بدن پر کسی جگہ نجاست لگی ہو، اسے دھوڈالے، پھر وضو کرے، پھر تمام بدن کو تھوڑا پانی ڈال کر ملے، پھر سارے بدن پر تین مرتبہ پانی بہالے۔(۱)

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔۱۔کلی کرنا،۲۔ناک میں پانی ڈالنا،۳۔پورے بدن پر پانی بہانا۔(۲) بدن کا اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے تو غسل نہیں ہوگا اور آدمی بدستور ناپاک رہے گا، ناک، کان کے سوراخوں میں پانی پہنچانا بھی فرض ہے۔(۳) انگوٹھی چھلہ اگر تنگ ہوں تو اس کو ہلا کر اس کے نیچے پانی پہنچانا بھی لازم ہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔(۴) بعض بہنیں ناخن پالش وغیرہ ایسی چیزیں استعمال کرتی ہیں جو بدن تک پانی پہنچنے نہیں دیتیں، غسل میں ان

---

(۱) یعنی پیشاب کے عضو کو دھوئے۔انیس

(۲) وسننه أن يبدأ المغتسل فيغسل يديه وفرجه ويزيل النجاسة إن كانت علىٰ بدنه ثم يتوضأ وضوء ه للصلوٰة إلارجليه ثم يفيض الماء علىٰ رأسه وسائر جسده ثلاثاً.(هداية: ج۱ص۳۰) أيضاً:والغسل من الجنابة والحيض والنفاس أن يبدأ فيغسل ما به من الأذىٰ ثم يتوضأ وضوء ه للصلوٰة ثم يفيض الماء علىٰ رأسه وسائرجسده إفاضة تصل بها الماء إلىٰ شعره وبشره ولابد فى ذلک من المضمضمة والاستنشاق،قال أبوبكرأحمد:روى عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم أنه توضأ وضوء ه للصلوٰة فى غسل الجنابة ثم أفاض الماء علىٰ رأسه وسائرجسده ثلاثاً غير رجليه ثم تنحىٰ فغسل رجليه.(شرح مختصر الطحاوى:۱/۴۰۸،طبع بيروت)

(۳) وفرض الغسل المضمضمة والاستنشاق وغسل سائرالبدن...ولنا قوله تعالىٰ :"وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا"،أمر بالاطّهار وهوتطهيرجميع البدن. (الهداية:ج۱ص۱۹،كتاب الطهارة،طبع شركة علميه ،ملتان)

(۳) (وفرض الغسل)الخ (غسل)...... (فمه) الخ (وأنفه)الخ (و)......(بدنه) لادلكه، ويجب...... غسل كل ما يمكن من البدن بلاحرج مرة كأذن.(الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار: ج۱ص۱۵۱،مطلب فى أبحاث الغسل)وفى مختصر الطحاوى: ج۱،ص۴۱۰/ وقال علی بن أبى طالب رضى اللّٰه عنه عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم:"من ترک شعرة من جسد فى الجنابة لم يغلسها فُعِل بها كذا وكذا من النار"،فهذه الأخبار توجب غسل جميع البدن.أيضاً:ولوبقى شىء من بدنه لم يصبه الماء لم يخرج من الجنابة وإن قل أى ولوكان ذلک الشىء قليلاً بقدر رأس إبرة لوجوب استيعاب جميع البدن.(حلبى كبير: ص۵۰)

(۳) (ولو)كان(خاتمه ضيقا نزعه أوحركه)وجوباً.(الدرالمختارعلىٰ صدر رد المحتار ج۱/ص۱۵۵،مطلب فى أبحاث الغسل)

چیزوں کو اتار کر پانی پہنچانا ضروری ہے۔ بعض اوقات بے خیالی میں ناخنوں کے اندر آٹا لگا رہ جاتا ہے اس کو نکالنا بھی ضروری ہے۔(۱) الغرض پورے جسم پر پانی بہانا اور جو چیزیں پانی کے بدن تک پہنچنے میں رکاوٹ ہیں ان کو ہٹانا ضروری ہے ورنہ غسل نہیں ہوگا۔ عورتوں کے سر کے بال اگر گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کو کھول کر ان کو تر کرنا ضروری نہیں بلکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچا لینا کافی ہے۔(۲) لیکن اگر بال گندھے ہوئے نہ ہوں (آج کل عموماً یہی ہوتا ہے) تو سارے بالوں کو اچھی طرح تر کرنا بھی ضروری ہے۔(۳)

اب آپ کے سوالات کا جواب لکھتا ہوں:

☆ غسل سے پہلے وضو کرنا سنت ہے۔(۴) اگر نہ کیا تب بھی غسل ہو جائے گا۔

☆ کپڑا باندھنا ضروری نہیں، مستحب ہے۔(۵)

☆ غسل کے وقت کوئی دعا، کوئی کلمہ پڑھنا ضروری نہیں، نہ درود شریف ضروری ہے، بلکہ اگر جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو اس حالت میں دعا، کلمہ اور درود شریف جائز ہی نہیں، برہنگی کی حالت میں خاموش رہنے کا حکم ہے، اس وقت کلمہ پڑھنا عورتوں کی ایجاد ہے۔(۶) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد سوم: ص ۱۰۳۔۱۰۴)

غسل کا مسنون طریقہ:

سوال: ایک مسئلہ قابلِ دریافت ہے وہ یہ کہ غسل جنابت کا مکمل طریقہ کیا ہے اور جو کچھ پڑھنا ہوتا ہے، وہ بھی تحریر فرمادیں؟

---

(۱) نعم ذكر الخلاف في شرح المنية في العجين واستظهر المنع لأن فيه لزوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء.(ردالمحتار على الدر المختار: ج۱ص۱۵۴،مطلب في أبحاث الغسل)

(۲) (وكفٰى بل أصل ضفيرتها) أي شعر المرأة المضفور للحرج.(الدر المختار علٰى صدر ردالمحتار: ج۱ص۱۵۳،مطلب في أبحاث الغسل)

عن عائشةؓ أن أسماءؓ سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن غسل المحيض؟...ثم تصب علٰى رأسها فتدلكه دلكاً شديداً حتى تبلغ شؤون رأسها .(مسلم،باب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم، ص ۱۴۷،نمبر ۷۵۰/۳۳۲) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پانی بالوں کی جڑوں کے اندر پہنچانا ضروری ہے تب غسل ہوگا۔ اگر جوڑا نہیں کھولا اور پانی جڑ تک نہیں پہنچا تو عورتوں کا غسل نہیں ہوگا۔ انیس

(۳) أما المنقوض فيفرض غسل كله اتفاقاً.(الدر المختار علٰى هامش رد المحتار: ج۱ص۱۵۳،مطلب في أبحاث الغسل)

(۴) يسن في الاغتسال اثناعشر شيئاً (إلٰى أن قال) ثم يتوضأ كوضوئه للصلوٰة.(حاشية الطحطاوي علٰى مراقي الفلاح: ج۱،ص۵۶،فصل يسن في الاغتسال اثناعشر شيئاً)

(۵) ويستحب أن يغتسل أي والحال أنه مستور العورة.(مراقي الفلاح: ج۱ص۵۷،طبع میر محمد کراچی)

(۶) ويدخل الخلاء برجله اليسرىٰ ويستعيذ بالله من الشيطان الرجيم قبل دخوله وقبل كشف عورته.(مراقي الفلاح مع الطحطاوي: ج۱ص۵۱،فصل فيما يجوز به الاستنجاء، وفي الحلبي الكبير: وكذا لايقرأ إذا كانت عورته مكشوفة.(ص۶۱،مطلب في أصح القولين)

الجواب

پہلے استنجا کیا جائے۔ پھر جسم کے کسی حصہ پر اگر نجاست لگی ہوتو اسے صاف کیا جائے۔ پھر وضو کیا جائے۔ اگر پانی نہیں نکلتا اور پاؤں میں جمع ہوتا ہے تو پھر پاؤں آخر میں دھوئے ورنہ مکمل وضو کر لے۔ اس کے بعد پورے بدن پر پانی اس ترتیب سے بہائے کہ پہلے سر پر، پھر داہنے کندھے پر، پھر بائیں کندھے پر، پھر سارے جسم پر۔ غسل کے تین فرض ہیں۔ کلی کرنا، ناک کے نرم حصے سے سخت حصے تک پانی پہنچانا، سارے بدن پر پانی بہانا، غسل کے لئے کپڑے کھولنے سے پہلے بسم اللہ بھی پڑھ لے۔ (۱)

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۶/۴/۱۴۰۶ھ، الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء

(وسننه) كسنن الوضوء...... (البداءة بغسل يديه وفرجه) إن لم يكن به خبث (وخبث بدنه إن كان)...... (ثم يتوضأ)............(ثم يفيض الماء) علىٰ كل بدنه ثلاثاً...... (بادئاً بمنكبه الأيمن ثم الأيسر ثم برأسه ثم) علىٰ (بقية بدنه مع دلكه) ندباً، وقيل يثني بالرأس وقيل يبدأ بالرأس وهو الأصح وظاهر الرواية والأحاديث. اهـ (التنوير مع الدر علىٰ هامش الشامية: ج ۱ ص ۱۱۵)

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مرتب خیر الفتاویٰ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۸۴۔۸۵)

طریقۂ غسل کیا ہے:

سوال: غسل کا طریقہ موافق شریعت جو ہو مطلع فرما کر مشکور وممنون فرمائیں؟

الجواب

طریقہ غسل جنابت وغیرہ کا یہ ہے کہ اول ہاتھوں کو دھوئے اور بدن پر اگر نجاست ہو اس کو دور کرے، پھر پورا وضو کرے۔ پھر تمام بدن پر تین بار پانی بہاوے اس طرح کہ اول داہنے مونڈھے پر، پھر بائیں مونڈھے پر، پھر سر پر تین

(۱) غسل کا افضل طریقہ یہ ہے کہ جب غسل کا ارادہ ہو تو غسل خانہ جائے۔ اگر غسل خانہ نہ ہو تو کسی چیز سے پردہ کر لے یا آڑ میں آجائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی غسل کرنا چاہے تو وہ غسل کے لیے دیوار یا اونٹ کے پہلو کی آڑ میں چلا جائے یا اس کا کوئی بھائی کسی چیز سے پردہ کر دے۔ (المصنف: ۱/۲۸۶) (۲) اور غسل سے پہلے نیت کرے۔ نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں۔ غسل کی نیت یہ ہے کہ اس سے طہارت ونظافت کا ارادہ رکھے۔ (۳) اور پھر بسم اللہ پڑھے۔ (۴) اس کے بعد اپنی دونوں ہاتھ گٹوں سمیت دھوئے۔ (۵) اور پھر دائیں ہاتھ سے پانی لے اور بدن کے کسی حصہ پر اگر کوئی نجاست لگی ہو تو اسے بائیں ہاتھ سے دھوئے، اپنی شرم گاہ بھی دھوئے۔ (۶) پھر مسنون طریقہ پر وضو کرے، وضو کرتے وقت ناک اور منہ میں خوب پانی ڈال کر صاف کرے، اگر چاہے تو وضو میں پہلے پیر دھوئے اور چاہے تو چھوڑ دے بعد میں دھوئے۔ (۷) وضو کرنے کے بعد سر پر پانی ڈالے پھر پورے بدن پر پانی بہائے۔ (۸) نہاتے وقت بدن کو خوب رگڑ کر میل کچیل صاف کرے، اگر چاہے تو میل کچیل صاف کرنے والے صابن کا استعمال کرے، کان، ناف، بغل، وغیرہ جگہوں کی صفائی کرے۔ (۹) تین بار پورے بدن پر پانی بہائے، فرض غسل میں ایک بار پورے بدن کا دھونا فرض ہے اور اس کے بعد دو بار پورے بدن کا دھونا سنت مؤکدہ ہے۔ (۱۰) غسل کے بعد اپنے دونوں پیروں کو دھوئے اور کپڑے تبدیل کر لے اور چاہے تو تولیہ وغیرہ سے بدن کو پوچھے اور چاہے تو چھوڑ دے۔ (طہارت کے احکام ومسائل: صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰، مرتبہ انیس الرحمٰن قاسمی)

بار پانی بہاوے اور شارح نے فرمایا کہ اول سر پر تین بار پانی ڈالے، پھر باقی بدن پر تین بار پانی بہاوے۔ الغرض تمام بدن پر تین دفعہ پانی بہاوے، تا کہ غسل بطریق سنت ادا ہو جاوے۔(۱)(فتاویٰ دار العلوم:۱/۱۵۸)

(۱)　وسنة الغسل أن يقدم الوضوء عليه كوضوء الصلوٰة الخ وأن يزيل النجاسة الحقيقية كالمني ونحوه عن بدنه إن كانت الخ ثم يصيب الماء علىٰ رأسه وسائر جسده ثلاثاً كما في الصحيحين عن حديث ابن عباسؓ قال: قالت ميمونةؓ: وضعت للنبي صلى الله عليه وسلم غسلاً فسترته بثوب فصب علىٰ يديه فغسلهما ثم أدخل يمينه في الإناء فأفرغ بها علىٰ فرجه ثم غسله بشماله ثم ضرب بشماله الأرض فدلكها دلكاً شديداً ثم غسلها فمضمض واستنشق وغسل وجهه وذراعيه ثم أفرغ علىٰ رأسه ثلاث حثيات ملأ كفيه ثم غسل سائر جسده ثم تنحیٰ فغسل قدميه فناولته ثوباً فلم يأخذه فانطلق وهوينفض يديه"، ثم كيفية الصب، قال شمس الأئمة الحلواني: يفيض علىٰ منكبه الأيمن ثلاثاً ثم الأيسر الخ قيل يبدأ بالرأس ثم بالأيمن ثم بالأيسر وهوظاهر المتن والهداية وغيرها وظاهر الحديث. (غنية المستملي، بحث الغسل:ص۴۵-۴۸-۴۹،ظفیر)

۱-　قالت عائشةؓ: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اغتسل بدأ بيمينه فصب عليها من الماء فغسلها ثم صب الماء علىٰ الأذىٰ الذي به بيمينه وغسل عنه بشماله حتى إذا فرغ من ذلک صب علىٰ رأسه. (مسلم باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة ،الخ،ص۱۴۴،نمبر۳۲۱/۷۲۹)

اس حدیث میں ہے کہ جہاں پر نجاست ہو اس کو بھی دھوتے تھے۔

۲-　حدثتني خالتي ميمونةؓ قالت: أدنيت لرسول الله صلى الله عليه وسلم غسله من الجنابة،فغسل كفيه مرتين أو ثلاثاً،ثم أدخل يده في الإناء ،ثم أفرغ به علىٰ فرجه ،وغسله بشماله ،ثم ضرب بشماله الأرض ،فدلكها دلكاً شديدا، ثم توضأ وضوئه للصلاة ثم أفرغ علىٰ رأسه ثلاث حفنات ملء كفه،ثم غسل سائر جسده ،ثم تنحى عن مقامه ذلک فغسل رجليه،ثم أتيته بالمنديل فرده. (مسلم،باب صفة غسل الجنابة،ص۱۴۲،نمبر۳۱۷/۲۲/۷،بخاری،باب الغسل مرة واحدة،ص۳۹،نمبر۲۵۷/أبو داؤد،باب في الغسل من الجنابة،ص۴۵،نمبر۲۴۵/ترمذی،باب ما جاء في الغسل من الجنابة، ص۲۸،نمبر۱۰۳)اس حدیث سے ترتیب کے ساتھ سنتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۳-　إن حمرانؒ مولیٰ عثمانؓ أخبره أنه رأىٰ عثمانؓ بن عفان دعا بإناء،فأفرغ علىٰ كفيه ثلاث مرار فغسلهما،ثم أدخل يمينه في الإناء فمضمض واستنشق ثم غسل وجهه ثلاثاً ويديه إلى المرفقين ثلاث مرار ،ثم مسح برأسه،ثم غسل رجليه ثلاث مرار إلى الكعبين،ثم قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"من توضأ نحو وضوئي هذا ثم صلى ركعتين لايحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه. (بخاری،باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً ،ص۳۲،نمبر۱۵۹/أبو داؤد،باب صفة وضوء النبي صلى الله عليه وسلم،ص۲۶،نمبر۱۰۸) یہ حدیث وضو کے بارے میں ہے،اس پر قیاس کرتے ہوئے غسل میں بھی تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔

۴-　عن عائشةؓ قالت:كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اغتسل من الجنابة دعا بشيء من نحو الحلاب فأخذ بكفيه فبدأ بشق رأسه الأيمن ثم الأيسر ثم أخذ بكفيه فقال بهما علىٰ رأسه.(أبو داؤد،باب في الغسل من الجنابة،ص۴۵،نمبر۲۴۰)

اس حدیث میں ہے کہ پہلے سر پر پانی ڈالے،اور یہ بھی ہے کہ دائیں جانب پہلے کرے اور بائیں جانب بعد میں کرے۔

۵-　عن عائشةؓ أن أسماءؓ سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن غسل المحيض؟...ثم تصب علىٰ رأسها فتدلكه دلكاً شديداً حتى تبلغ شؤون رأسها. (مسلم،باب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسک في موضع الدم،ص۱۴۷،نمبر ۳۳۲/۷۵۰)اس حدیث میں ہے کہ بدن کو رگڑے اور" ثم تصب علىٰ رأسها" سے پتہ چلا کہ غسل پے در پے کرے۔انیس

غسل سے پہلے وضو کرنے کی تفصیل:

سوال: ایک قاری کے ایک سوال کے جواب میں آپ نے غسل اور وضو کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ "غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے، اس لیے غسل کے بعد وضو کرنے کی ضرورت نہیں، نماز پڑھی جا سکتی ہے، بلکہ جب تک اس غسل سے کم از کم دو رکعت نہ پڑھ لی جائے، دوبارہ وضو کرنا گناہ ہے"۔

میں نے خود بارہا یہ مسئلہ کتابوں میں پڑھا ہے، لیکن آپ جیسے اہل علم حضرات سے کبھی استفادہ نہیں کیا اور اب تک شکوک وشبہات میں مبتلا رہا، برائے کرم میری تسلی وتشفی کے لیے اور دیگر قارئین کی بھلائی کی خاطر ذرا تفصیلاً اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ وضو میں ایک مرتبہ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے، اب اگر ایک شخص پر غسل کرنا فرض ہو تب تو وہ وضو بھی کرے گا، لیکن ایک شخص پاکی کی حالت میں غسل کرتا ہے تو ظاہر ہے وہ وضو نہیں کرے گا، پھر چوتھائی سر کا مسح چہ معنی؟ اور وہ کس طرح صرف غسل سے نماز پڑھ سکتا ہے، ایک حدیث پیش خدمت ہے:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے اور غسل سے پہلے جو وضو کرتے تھے اسی پر اکتفا کرتے تھے"۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ بغیر وضو کے غسل سے نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں، جبکہ سر کا مسح وضو میں فرض ہے؟

الجواب

وضو نام ہے تین اعضا (منھ، ہاتھ اور پاؤں) کے دھونے اور سر کے مسح کرنے کا (۱) اور جب آدمی نے غسل کر لیا تو اس کے ضمن میں وضو بھی ہو گیا۔ (۲) غسل سے پہلے وضو کر لینا سنت ہے۔ (۳) جیسا کہ آپ نے حدیث شریف نقل کی ہے، لیکن اگر کسی نے غسل سے پہلے وضو نہیں کیا، تب بھی غسل ہو جائے گا۔ (۴) اور غسل کے ضمن میں وضو بھی ہو جائے گا، مسح کے معنی تر ہاتھ سر پر پھیرنے کے ہیں۔ (۵)

(۱) ففرض الطهارة غسل الأعضاء الثلاثة يعني الوجه واليدين والقدمين.....ومسح الرأس.....الخ. (الجوهرة النيرة: ۴/۱، كتاب الطهارة، طبع مجتبائى دهلى، أيضاً: الهداية: ۱۶/۱، ۱۷، طبع مكتبة شركة علميه، ملتان)

(۲) ويقول القاضي في العارضة: لم يختلف أحد من العلماء في أن الوضوء داخل في الغسل...الخ. (معارف السنن: ۳۶۸/۱، طبع مكتبة بنورية، كراچى)

(۳) وسنة الغسل أن يبدأ المغتسل فيغسل يديه وفرجه...ثم يتوضأ وضوءه للصلوٰة إلا رجليه، فيه إشارة إلىٰ أنه يمسح رأسه وهو ظاهر الرواية، وروى الحسنؒ عن أبي حنيفةؒ أنه لايمسح لأنه لافائدة فيه لأن الإسالة تقدم المسح والصحيح أنه يمسحه.....الخ. (الجوهرة النيرة: ۱۰/۱، طبع مجتبائى دهلى)

(۴) وفرض الغسل المضمضة والاستنشاق وغسل سائر البدن. (هداية: ۲۹/۱، كتاب الطهارة)

(۵) والمسح إصابة اليد المبتلة العضو...الخ. (شرح الوقاية: ۵۵/۱، فرائض الوضوء، طبع ايچ ايم سعيد)

جب سر پر پانی ڈال کر مَل لیا تو مسح سے بڑھ کر غسل ہوگیا۔ بہرحال عوام کا طرز عمل کہ وہ غسل کے بعد پھر وضو کرتے ہیں، بالکل غلط ہے، وضو غسل سے پہلے کرنا چاہیے، تاکہ غسل کی سنت ادا ہوجائے، غسل کے بعد وضو کرنے کا کوئی جواز نہیں۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل جلد سوم:ص ۶۳۔۶۴)

غسل کے اندر جو وضو کی جاوے اس سے فرائض بھی پڑھ سکتے ہیں:

سوال: غسل اگر غرارہ کلی کر کے اور ناک میں پانی ڈال کر کرلیا جاوے اور پھر پاؤں دھوئے جائیں تو اس غسل سے نماز پڑھنا کیسا ہے یا دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے؟

الجواب

اس غسل سے نماز پڑھ سکتا ہے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن بہتر طریقہ غسل کا یہ ہے کہ بعد ازالۂ نجاست بدن، اول وضو کرے پھر غسل کر کے پیر دھو لیوے۔(۲) (فتاویٰ دار العلوم یعنی عزیز الفتاویٰ:۱۹۳/۱)

غسل کے بعد دوبارہ وضو کرنے کا حکم:

سوال: کیا غسل کرنے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے یا غسل کے ضمن میں کئے گئے وضو پر اکتفا کیا جاسکتا ہے؟

الجواب

بہتر یہ ہے کہ غسل کرنے سے قبل وضو کرلیا جائے البتہ اگر غسل سے قبل وضو نہ کیا گیا ہو تو غسل میں ضمناً وضو پر اکتفا ہوسکتا ہے، ایسی حالت میں غسل کے بعد دوبارہ وضو ضروری نہیں۔(۳)

البتہ اگر غسل کرنے کے بعد کسی دوسری مجلس میں وضو کرلے تو جائز ہے۔

"قال ابن نجیمؒ: و اتفق العلماء علیٰ عدم وجوب الوضوء فی الغسل إلاداؤد الظاهری فقال

(۱) یعنی مکروہ ہے۔ انیس۔

عن عائشةؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان لایتوضأ بعدالغسل،قال أبوعیسیٰؒ:هذا قول غیرواحد من أصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم والتابعین أن لایتوضأ بعدالغسل.(ترمذی:۱۶/۱،باب الوضوء بعدالغسل،طبع دهلی)

أیضاً:قال العلامة نوح آفندیؒ:بل ورد ما یدل علیٰ کراهته،أخرج الطبرانی فی الأوسط عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال:قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم:"من توضأ بعد الغسل فلیس منا". آه تأمل.(ردالمحتار : ۱۵۸/۱،طبع ایچ ایم سعید)

(۲) "لوتوضأ أولاً لایأتی به ثانیاً لأنه لایستحب وضوء ان للغسل".(الدرالمختارعلیٰ صدرردالمحتار،سنن الغسل: ج۱ص۱۵۸،انیس)

(۳) عائشةؓ:أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان لایتوضأ بعد الغسل.(لأصحاب السنن.جمع الفوائد، غسل الجنابة:ص۱۳۱۔انیس)

بـالـوجـوب فی غسل الجنابة وإذا توضأ أولاً لایأتی به ثانیاً بعد الغسل فقد اتفق العلماء علیٰ أنه لایستـحـب وضـوء ان لـلـغسل أما إذا توضأ بعد الغسل واختلف المجلس علیٰ مذهبنا أوفصل بیـنهـمـا بـصلوٰة کما هومذهب الشافعیؒ فیستحب".(البحر الرائق،سنن الغسل: ج۱ص۵۰،الدر المختار علیٰ صدر ردالمحتار،سنن الغسل: ج۱ص۱۵۸) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ۵۳۰و۵۳۱)

غسل کے لئے نیت شرط نہیں ہے:

سوال: زید کو غسل کی حاجت ہوئی اور قبل نماز فجر اس نے غسل کیا، اور غسل کے وقت نیت یہ کی کہ ناپا کی دور ہونے اور نمازیں پڑھنے کے واسطے غسل کرنا ہے، ایسی حالت میں کیا بعد غسل ناپا کی، نماز کے لئے اس کو دوبارہ غسل کرنا ہوگا؟

الجواب

غسل کے لئے نیت شرط نہیں ہے، اگر بدوں نیت بھی غسل کیا جاوے تو اس کے بعد نماز پڑھ سکتا ہے، گو نیت کرنا بہتر ہے۔ (۱) اور جب بطریق مذکورۂ سوال غسل ہو چکا تو پھر اس کو دوبارہ غسل کی حاجت کیا رہی، باقی رہا یہ کہ ایک ناپا کی کا غسل ہوا اور ایک نماز کا غسل ہو، یہ بالکل نئی گھڑت اور محض بے اصل ہے۔

کتبہ الاحقر عبدالکریم عفی عنہ،۲۲ / جمادی الأخریٰ/۴۵ھ۔ (امداد الاحکام جلد اول ص:۳۶۰)

غسل میں نیت بھول جائے تو غسل ہوگا یا نہیں:

سوال: عمر کو غسل کی حاجت ہے، اس نے تمام شرائط ادا کئے لیکن نیت غسل کو بھول گیا ہے، کپڑے پہننے کے بعد یاد آنے پر کہتا ہے کہ میرا غسل درست ہوا۔ عمر کا قول صحیح ہے یا نہ؟

الجواب

قول عمر صحیح ہے اس صورت میں غسل ہوگیا، کیونکہ وضو اور غسل میں ہمارے نزدیک نیت فرض نہیں ہے سنت ہے، اور ترک سنت سے صحت میں کچھ شبہ نہیں ہے، **کذا فی کتب الفقه**. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۱۵۹)

خلاف سنت غسل سے پا کی:

سوال: غسل اگر سنت کے مطابق ادا نہ کیا جائے تو کیا اس سے ناپا کی دور نہیں ہوتی؟

(۱) وسـنـنـه (أی الـغسـل) کسنن الوضوء سوی الترتیب الخ (درمختار). (قوله کسنن الوضوء) أی من البداءة بالنیة والتسمیة. (ردالمحتار، أبحاث الغسل، مطلب سنن الغسل: ۱/۱۴۴، انیس)

(۲) ردالمحتار، أبحاث الغسل، مطلب سنن الغسل: ۱/۱۴۴، ظفیر

الجواب

اگر کلی کرلی، ناک میں پانی ڈالا اور پورے بدن پر پانی بہالیا تو طہارت حاصل ہوگئی کیوں کہ غسل میں یہی تین چیزیں فرض ہیں۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل جلد سوم:ص ۱۰۶)

غسل کی نیت پڑھ کر پھونکے ہوئے پانی سے غسل:

سوال: غسل کرتے وقت جونیت پڑھی جاتی ہے وہ پڑھ کر پانی پر پھونک کر پانی سے غسل کرنا چاہئے یا پانی پر نہیں پھونکنا چاہئے؟ (ک، ک ممبئی)

الجواب وباللہ التوفیق

غسل کرتے وقت جونیت کی جاتی ہے، اس کا دل میں کرلینا بھی کافی ہوتا ہے، اس کو پڑھ کر دم کرنے کا حکم نہیں ہے۔(۲)

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، ۷/۲/۱۴۰۲ھ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۶۱۔۱۶۲)

معذور یا غیر معذور غسل جمعہ کے بجائے تیمّم کرلے تو مؤدی بالسنۃ ہوگا یا نہیں:

سوال: کئی روز سے ایک جزئی کی تلاش میں ہوں، ملی نہیں، اس لئے حضرت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اگر نظر سے گذری ہو یا استاذی مولانا ظفر احمد صاحب کو مل سکے تو حضرت ممنون فرمادیں۔

غسل جمعہ کی بجائے اگر معذور یا غیر معذور تیمّم کرلے تو مؤدی بالسنۃ ہوگا یا نہیں، مالکیہ وشافعیہ میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، مالکیہ کے نزدیک یہ غسل "**معلل بالرائحة الكريهة**" ہے، اس لئے تیمّم اس کے قائم مقام نہیں اور شافعیہ کے نزدیک "**معلل بأكمل الطهارتين**" ہے، اس لئے تیمّم کافی ہے، حنفیہ کی عبارات سے دونوں کا علت ہونا معلوم ہوتا ہے، بعض اس کی علت "**على أكمل الطهارتين**" فرماتے ہیں، اس لئے کلیہ سے بھی حکم نہیں نکلتا۔

(زکریا کاندھلوی، سہارنپور، ۱۵/رمضان ۱۳۴۷ھ)

الجواب

اس وقت تک اس مسئلہ میں کوئی جزئیہ صریحہ نہیں ملا، مگر احادیث واقوال فقہیہ سے راجح یہ ہے کہ امر غسل جمعہ

(۱) وفرض الغسل غسل فمه وأنفه وبدنه. (تنوير الأبصار مع ردالمحتار: ج۱ص۱۵۱، مطلب في أبحاث الغسل) أيضاً: الفصل الأول في فرائضه وهي ثلاثة: المضمضة والاستنشاق وغسل جميع البدن. (فتاویٰ عالمگيرية: ج۱ص۱۳)

(۲) وهي لغةً عزم القلب على الشئ واصطلاحاً كما في التلويح: قصد الطاعة والتقرب إلى الله تعالىٰ في إيجاد الفعل. (البحر الرائق: ۱/۹۴)

میں اصل علت تنظیف ہے اور گو تنظیف دوسرے ایام میں بھی ہوسکتی ہے، مگر جمعہ کی تخصیص بوجہ اس کے یوم الاجتماع ہونے کے ہے۔

وھو علة تخصیصه بیوم العید أیضاً وھو الظاھر من قول صاحب الھدایة. (۱)

وبه ورد التصریح فی حدیث عائشةؓ وابن عباسؓ فی بدء الغسل.

اور جب راجح یہ علت ہے تو تیمّم اس کا قائم مقام نہیں ہوسکتا، نہ معذور کے لئے نہ غیر معذور کے لئے۔

ھذا ماظھر لی واللّٰہ تعالیٰ أعلم. ۱۹؍رمضان ۴۷ھ۔ (امداد الاحکام جلد اول، ص:۳۵۹، ۳۶۰)

×××

---

(۱) وسن رسول اللہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الغسل للجمعة، والعیدین، وعرفة، والإحرام"، صاحب الکتاب نص علی السنیة، وقیل ھذہ الأربعة مستحبة، وسمی محمدؒ الغسل فی یوم الجمعة حسناً فی الأصل. (الھدایة)

عن أبی سعید الخدریؓ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: "غسل یوم الجمعة واجب علیٰ کل محتلم". (أبوداؤد، باب فی الغسل یوم الجمعة: ص۵۵ نمبر۳۴۱؍مسلم، باب وجوب غسل الجمعة: ص۲۷۹ نمبر۸۴۶؍۱۹۵۷)

عن سمرةؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: "من توضأ فبھا ونعمت ومن اغتسل فھو أفضل". (أبوداؤد، باب فی الرخصة فی ترک الغسل یوم الجمعة: ص۵۷ نمبر۳۵۴؍مسلم، کتاب الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة: ص۲۷۹ نمبر۸۴۶؍۱۹۵۹، مسلم، باب فصل من استمع وأنصت فی الخطبة: ص۲۸۳، نمبر۸۵۷؍۱۹۸۸)

ان دونوں قسم کی احادیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن پہلے غسل واجب تھا اب منسوخ ہو کر سنت باقی رہا۔ انیس